AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اَثَر اور آثارِ صحابہ: لغوی و اصطلاحی جہات، شرعی حجیت اور فقہی و تفسیری استناد کا تحقیقی مطالعہ

Athar and Āthār al-Ṣaḥābah: A Research Study on Lexical and Technical Dimensions, Legal Authority, and Their Evidential Value in Fiqh and Tafsīr

* ***Amrain Toheedi***

PhD Scholar, Department of Islamic Studies, University of Lahore, Lahore, Pakistan.

* ***Dr. Malik Kamran***

Assistant Professor, Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore, Pakistan.

Abstract

The concept of athar occupies a pivotal position within Islamic scholarship, especially in the fields of Hadith, Uṣūl al-Fiqh, and Qur'anic exegesis. Linguistically, the term denotes traces, indications, or remnants left behind, while technically it refers to non-Prophetic narrations attributed to the Companions (Ṣaḥābah) and Successors (Tābiʿīn). When specifically linked to the Companions of the Prophet (peace be upon him), it is termed Āthār al-Ṣaḥābah, comprising their statements, actions, legal verdicts, and individual reasoning (ijtihād). These āthār are foundational for understanding how the first generation internalized, practiced, and transmitted the teachings of the Qur'an and Sunnah. This study examines the lexical and terminological nuances of athar through major Arabic lexicons and traces its usage in classical Islamic literature. It further explores the legal authority of the āthār, demonstrating that the majority of Sunni jurists—including Mālik, Aḥmad, the later view of al-Shāfiʿī, and most Ḥanafīs—consider the statements of the Companions as binding or highly persuasive, especially when uncontested or widely accepted among them. The paper also highlights the indispensable role played by the āthār in fiqh, tafsīr, and the formulation of legal maxims. Finally, it surveys the principal classical sources preserving these narrations, such as the Muṣannaf works of Ibn Abī Shaybah and ʿAbd al-Razzāq, early tafsīr collections, and biographical compilations, emphasizing that an authentic understanding of Islam is incomplete without the epistemic guidance of the Companions.

key words:*Athar, Āthār al-Ṣaḥābah, Lexical Meaning, Technical Definition, Authority of Companion's Statement, Juristic Reasoning, Tafsīr Methodology*

تعارفِ موضوع

لفظ ''اَثَر'' اسلامی علوم میں ایک بنیادی اور ہمہ گیر اصطلاح کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ لغت میں اس کا مطلب کسی شے کا نشان، علامت یا باقی ماندہ اثر ہے، جبکہ اصطلاح میں محدثین کے نزدیک یہ وہ روایات، اقوال یا افعال ہیں جو نبی کریم ﷺ کے علاوہ صحابہ کرام یا تابعین سے منقول ہوں۔ جب یہ آثار خاص طور پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منسوب ہوں تو انہیں ''آثارِ صحابہ'' کہا جاتا ہے، جو دین کے اولین فہم، عملی تطبیق اور شرعی رہنمائی کے معتبر ترین ذخائر میں شمار ہوتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ براہِ راست قرآن و سنت کے شاہد اور ان کے اولین شارح تھے، اس لیے ان کے اقوال و فتاویٰ امت کے لیے ایک مضبوط معیار اور منہج کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ائمہ سلف نے انہیں

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

شریعت کے ثانوی مگر معتبر مصادر میں شمار کیا ہے اور فقہ، اصول، تفسیر اور اجتہاد کے معاملات میں ان آثار کو بنیادی استناد کے طور پر قبول کیا ہے۔ یہ مقالہ "آثر" کی لغوی و اصطلاحی تحقیق، آثارِ صحابہ کی شرعی حیثیت، فقہی و تفسیری اہمیت اور ان کے بنیادی مآخذ کا جامع مطالعہ پیش کرتا ہے، تاکہ منہجِ صحابہ کی معرفت کے ذریعے قرآن و سنت کی صحیح تعبیر تک رسائی ممکن ہو سکے۔

اثر کی لغوی و اصطلاحی تعریف

دینِ اسلام میں جو علوم تشکیل پائے، ان میں " اصطلاحات "کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ ان اصطلاحات کو سمجھے بغیر نہ علمِ حدیث کی گہرائی تک پہنچا جا سکتا ہے اور نہ فقہ و اصول کی بنیادوں کو سمجھا جا سکتا ہے۔ انہی میں سے ایک اہم اصطلاح ہے" اثر"، جس کا استعمال محدثین، فقہاء، اصولیین اور مفسرین کے ہاں مختلف معانی میں ملتا ہے۔

لغوی تعریف:

اثر کا مادہ (أ ث ر)ہے جو کلامِ عرب میں کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اس کے لغوی معنی درج ذیل ہیں : باقیات، نشان، علامت، سابقہ شے کی موجودگی کی دلیل، قدموں کے نشان، کسی واقعہ کا نتیجہ، اس کی جمع آثار ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ"(يس، 36: 12)

ہم ان کے وہ اعمال بھی لکھتے ہیں جو انہوں نے آگے بھیجے اور ان کے آثار بھی، ابن منظور اثر کا لغوی معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

الأَثَر: بَقِيَّةُ الشَّيْءِ، وَالْجَمْعُ آثَارٌ وأُثور. وَخرَجْتُ فِي إِثْره وَفِي أَثَره أَي بَعْدَهُ. وأْتَثَرْتُه وتَأَثَّرْته: تَتَبَّعْتُ أَثَره(ابن منظور، 1414ھ، ج:4، ص:5)

الأَثَر: کسی چیز کا باقی ماندہ حصہ۔ اس کی جمع آثار اور اُثور ہے، وَخَرَجْتُ فِي إِثْره وَفِي أَثَره: یعنی "میں اس کے پیچھے گیا، اس کے بعد گیا"، وأْتَثَرْتُه وتَأَثَّرْته: یعنی "میں نے اس کے نقشِ قدم کی پیروی کی

صاحب قاموس لکھتے ہیں:

الأَثَرُ: بَقِيَّةُ الشيءِ، جمع: آثارٌ وأُثورٌ، والخَبَرُ. وخَرَجَ في إِثْرِهِ وأَثَرِه: بعدَه. وائْتَثَرَه وتَأَثَّرَهُ: تَبعَ أَثَرَه. وأَثَّرَ فيه تأثيراً: تَرَكَ فيه أثراً. والآثارُ: الأَعْلامُ (فیروز آبادی، 2005ء، ج:1، ص:341)

الأَثَرُ: کسی چیز کا باقی رہ جانے والا حصہ۔ اس کی جمع آثار اور اُثور آتی ہے، اور اس کا مطلب خبر (روایت) بھی ہے۔

خَرَجَ في إِثْرِهِ و أَثَرِهِ: اس کے بعد گیا، **و ائْتَثَرَه وتَأَثَّرَهُ:** اس کے نقشِ قدم کی پیروی کی، **و أَثَّرَ فيه تأثيراً:** اس میں اثر چھوڑ دیا۔

والآثارُ: نشانیاں، علامتیں۔

جبکہ تاج العروس میں لکھا گیا ہے کہ

الأَثَرُ، بَقِيَّةُ الشيْءِ. ج آثَارٌ وأُثُورٌ. وَقَالَ بعضُهم: الأَثَرُ مَا بَقِيَ مِنْ رَسْمِ الشَّيْءِ. والأَثَرُ: (الخَبَرُ) ، وجَمْعُه الآثارُ. وفلانٌ مِن حَمَلَةِ الآثارِ **(مرتضی زبیدی، س ن، ج:10، ص:12)**

اَثَر: کسی چیز کا باقی ماندہ حصہ، اس کی جمع آثار اور اُثُور، بعض اہلِ لغت نے کہا ہے: اَثر اُس چیز کو کہتے ہیں جو کسی شے کے نشان سے باقی رہ جائے۔ اور "اَثر" کا معنی خبر (روایت) بھی ہے، جس کی جمع آثار ہے۔ اور کہا جاتا ہے: فلاں شخص حَمَلَةُ الآثار میں سے ہے۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

جبکہ کے امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

الأثر هو ما يبقى من الشيء دالًا عليه(راغب اصفہانی،2002 ء، ص:36)

اثر وہ چیز ہے جو کسی شے کے بعد باقی رہ جائے اور اس کی نشاندہی کرے۔

قرآن میں اثر کا استعمال:

فَانظُرْ إِلَىٰ آثَارِ رَحْمَتِ اللَّهِ (الروم،50: 30)

تو دیکھو اللہ کی رحمت کے اثرات (نشانات) کو

حدیث میں اثر کا استعمال:

مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ اللہُ فِي رِزْقِهِ وَيُنْسَأَ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ(**بخاری، باب من احب البسط في الرزق، رقم:2067**)

جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ اس کے رزق میں کشادگی عطا کرے اور اس کی زندگی (کی مدت) میں اضافہ کرے تو اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے۔

ابن منظور اس حدیث میں اثر کا معنی ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

الأَثَرُ: الأجل، وَسُمِّيَ بِهِ لأَنه يَتْبَعُ العُمُرَ(**ابن منظور،1414ھ، ج:4،ص:5**)

یہاں الأثر سے مراد عمر یا اجل ہے۔اسے اثر اس لیے کہا گیا کہ یہ زندگی کے بعد آتا ہے۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے ایک شخص کے بارے میں فرمایا جو آپ کے سامنے سے گزرا جبکہ آپ نماز پڑھ رہے تھے:"**قطع صلاتنا قطع الله أثره**" (ابو داؤد، باب ما يقطع الصلاة، رقم: 706؛ ابن منظور،1414ھ، ج:4،ص:6)یعنی اس نے ہماری نماز توڑی، اللہ اس کا اثر کاٹ دے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اس کے پاؤں کے چلنے کی طاقت چھن جانے کی بددعا فرمائی، تاکہ اس کے قدم کا نشان باقی نہ رہے۔

عربی ادب میں اثر کا استعمال:

عربی ادب میں اثر کسی چیز کی علامت یا باقیات کے لیے بولا جاتا ہے۔

عرب کا مشہور شاعر زہیر کہتا ہے:

والمرءُ مَا عَاشَ ممدودٌ لَهُ أَمَلٌ، ... لَا يَنْتَهِي العمرُ حَتَّى يَنْتَهِيَ الأَثَرُ(ابن منظور،1414ھ، ج:4،ص:6)

انسان جب تک زندہ ہے اُس کی امیدیں بڑھتی رہتی ہیں، لیکن زندگی ختم نہیں ہوتی جب تک اس کا اثر (یعنی اجل) پورا نہ ہو جائے

اس کی وضاحت میں ابن منظور لکھتے ہیں:

وأَصله مَنْ أَثَّرَ مَشْيُه فِي الأَرض، فإِنَّ مَنْ مَاتَ لا يَبْقَى لَهُ أَثَرٌ وَلَا يُرى لأَقدامه فِي الأَرض أَثر (ایضا)

اصل میں اثر اس سے لیا گیا کہ انسان کا چلنا زمین پر نشان چھوڑتا ہے، لیکن جب وہ فوت ہو جائے تو اس کا کوئی نشان باقی نہیں رہتا۔

مشہور شاعر مُتَمِّم بن نُوَیرہ بارش کی صفت بیان کرتے ہوئے یہ شعر کہتا ہے:

"فَآثَرَ سَيْلَ الوادِيَيْنِ بِدِيمَةٍ ... تُرَشِّحُ وَسْمِيّاً، مِنَ النَّبْتِ، خِرْوَعا"

(ابن منظور،1414ھ، ج:4،ص:6)

تواس نے دونوں وادیوں کے سیلاب کے پیچھے ایک لگاتار بارش کو بھیجا، جو بہار کی نمی سے تر تھی اور پودوں کو ہرا بھرا کر گئی۔

اصطلاحی تعریف

اصطلاحاً آثارِ صحابہ ایک فنی اصطلاح ہے جو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال، افعال، فتاویٰ اور اجتہادات پر مشتمل روایات کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔اور جنہیں شریعت کے فہم اور استدلال میں دلیل یا رہنمائی کے طور پر پیش کیا جاتا ہو۔ علمائے اصول اور محدثین کے ہاں اثر کا اطلاق نبی اکرم ﷺ کے علاوہ کسی اور سے منقول قول یا فعل پر ہوتا ہے، اور جب یہ کسی صحابی سے منقول ہو تو "اثرِ صحابی" یا "آثارِ صحابہ" کہلاتا ہے۔(ان کا استعمال اصولِ فقہ میں" قولِ صحابی "کے طور پر ہوتا ہے، اور اکثر مسائل میں دلیلِ شرعی مانا جاتا ہے۔)

اکثر محدثین کے نزدیک اثراس روایت کو کہتے ہیں جو نبی ﷺ کے سوا کسی اور سے (یعنی صحابہ، تابعین)سے منقول ہو۔علامہ مرتضی زبیدی نے لکھاہے:

وَقد فَرقَ بَينهمَا أئمَّةُ الحديثِ، فَقَالُوا: الخَبَرُ: مَا كَانَ عَن النَّبِيِّ صلَّى اللهُ عليْه وسلَّم،} والأَثَرُ: مَا يُرْوَى عَن الصَّحَابَة. وَهُوَ الَّذِي نَقَلَه ابنُ الصَّلاحِ وغيرُه عَن فُقَهاءِ خُراسانَ **(مرتضی زبیدی، س ن، ج:10، ص:12)**

آئمہ حدیث نے خبر اور آثر میں فرق کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: خبر اُس روایت کو کہا جاتا ہے جو رسول اللہ ﷺ سے منقول ہو، اور آثر اُس کو کہا جاتا ہے جو صحابہ کرامؓ سے روایت کیا گیا ہو۔

یہ فرق ابن الصلاح اور دیگر علماء نے خراسان کے فقہاء سے نقل کیا ہے۔

الخبر مَا يُرْوَى عَن **النبي، والأثر** مَا يُرْوَى عَن الصَّحَابَة (ابن الصلاح،1986ء،ص:46)

خبر اُس روایت کو کہا جاتا ہے جو رسول اللہ ﷺ سے منقول ہو، اور آثر اُس کو کہا جاتا ہے جو صحابہ کرامؓ سے روایت کیا گیا ہو۔

خلاصہ:

اثر ایک جامع اصطلاح ہے جو علمِ حدیث، فقہ اور تفسیر میں مختلف معانی رکھتی ہے۔ لغوی معنی میں یہ کسی شے کی باقیات یا نشانی ہے، جبکہ اصطلاحی طور پر یہ قول یا فعل ہے جو نبی کریم ﷺ کے سوا کسی اور سے مروی ہو۔ آثارِ صحابہ، ان اقوال، افعال، فتاویٰ اور اجتہادات کو کہا جاتا ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہوں، اور جو شریعت کی فہم میں دلیل کا درجہ رکھتے ہیں۔ اور اسلامی قانون سازی میں اجتہادی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔

آثار صحابہ کا مفہوم اور اہمیت

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

آثارِ صحابہ کا مفہوم

اسلامی علوم میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ ان کے اقوال، افعال، فتاویٰ، اور اجتہادات کو آثارِ صحابہ کہا جاتا ہے۔ یہ آثار نہ صرف دینی فہم کا ذریعہ ہیں بلکہ اجتہادی اور عملی مسائل میں رہنمائی کا بھی ایک اہم ماخذ ہیں۔

آثارِ صحابہ سے مراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال، افعال، فتاویٰ اور فیصلے ہیں، جو انہوں نے نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد دین کی سمجھ اور رہنمائی کے طور پر بیان کیے۔ یہ آثار نبی ﷺ کے بعد دین کی صحیح ترجمانی اور فہم کی نمائندگی کرتے ہیں اور اس بات کا پتہ دیتے ہیں کہ صحابہ کرام نے قرآن و سنت کو کیسے سمجھا اور اس پر کیسے عمل کیا۔ نیز یہ آثار دین میں ثانوی درجے کی دلیل بنتے ہیں، خاص طور پر وہاں جہاں قرآن و حدیث میں کوئی صراحت نہ ہو۔

آثارِ صحابہ کی اہمیت

آثارِ صحابہ دینِ اسلام کے فہم، تشریح، اور عملی نفاذ میں بہت بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ جماعت ہے جنہوں نے براہِ راست نبی کریم ﷺ سے قرآن و حدیث سیکھا، سمجھا اور اس پر عمل کیا۔ صحابہ کرام کا منہج خالص کتاب وسنت کی پیروی تھا۔ عہد صحابہ میں بدعات و خرافات، تقلیدی جمود اور شخصیت پرستی کا نام و نشان تک نہ تھا، بلکہ وہ انفرادی، اجتماعی اور شرعی احکام کو بجالانے میں کوشاں رہتے، نیت میں کھرے، دل کے صاف عمل میں اخلاص، زبان پر اخلاق، معاملات میں نکھرے اور لوگوں کے ہاں انصاف پسند اور امانت دار تھے۔

صحابہ کرام نے عقائد، عبادات، اخلاقیات اور زندگی کے ہر ادب کو نبی کریم سے سیکھا، نماز، روزہ، حج، زکوۃ اور جہان بانی کو سیکھا۔ یہی وہ منہج ہے جو ہر قسم کے شرک و بدعات اور خرافات سے پاک ہے۔ اسی لیے صحابہ کا زمانہ خیر القرون یعنی بہترین زمانہ ہے کہ جس میں توحید اور اسلام کا بول بالا تھا اور شرک و بدعات کا مکمل طور پر خاتمہ تھا۔

صحابہ صراط مستقیم پر گامزن تھے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم کی تفسیر میں انعام یافتہ لوگوں کا ذکر کیا ہے، پھر ان کی وضاحت سورۃ النساء میں بیان فرمائی ہے کہ انعام یافتہ کون لوگ ہیں۔ یہی وہ منہج صحابہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے خود واضح فرمایا ہے:

وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَأُولٰئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ أُولٰئِكَ رَفِيْقًا (النساء،69: 4)

اور جو اللہ اور رسول کی فرماں برداری کرے تو یہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا، نبیوں اور صدیقوں اور شہداء اور صالحین میں سے اور یہ لوگ اچھے ساتھی ہیں۔

ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ

وَلِهَذَا ذَكَرَ الْعُلَمَاءُ: أَنَّ الرَّفْضَ أَسَاسُ الزَّنْدَقَةِ وَأَنَّ أَوَّلَ مَنْ ابْتَدَعَ الرَّفْضَ إِنَّمَا كَانَ مُنَافِقًا زِنْدِيقًا وَهُوَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَبَأٍ فَإِنَّهُ إذَا قَدَحَ فِي السَّابِقِينَ الْأَوَّلِينَ فَقَدْ قَدَحَ فِي نَقْلِ الرِّسَالَةِ أَوْ فِي فَهْمِهَا أَوْ فِي اتِّبَاعِهَا فَالرَّافِضَةُ تَقْدَحُ تَارَةً فِي عِلْمِهِمْ بِهَا وَتَارَةً فِي اتِّبَاعِهِمْ لَهَا - وَتُحِيلُ ذَلِكَ عَلَى أَهْلِ الْبَيْتِ وَعَلَى الْمَعْصُومِ الَّذِي لَيْسَ لَهُ وُجُودٌ فِي الْوُجُودِ. وَالزَّنَادِقَةُ مِنْ الْفَلَاسِفَةِ وَالنُّصَيْرِيَّةِ وَغَيْرِهِمْ (ابن تيمية،1995، ج:4،ص:102)

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اسی لیے علماء سلف نے ذکر کیا کہ رافضیت یعنی صحابہ پر لعن طعن کرنا زندیق ہونے کی اساس ہے۔تاریخ میں پہلا زندیق، منافق اور رافضی شخص عبداللہ بن سبا ہے، جس نے سابقون اولون پر نقد کیا، جس نے رسالت، سنت اور حدیث کو نقل کرنے والے صحابہ پر تنقید کی۔یہ زندیق لوگ فلاسفہ، نصیریہ گروہ اور رافضیوں میں سے ہیں۔

ذیل میں ہم آثار صحابہ کی اہمیت کو نقاط کی صورت میں مزید واضح کرتے ہیں۔

1۔صحابہ دین کے پہلے اور بہترین شاگرد تھے:

صحابہ نے براہِ راست نبی ﷺ کی تربیت حاصل کی۔قرآن ان کی زندگیوں میں نازل ہوا، اور نبی ﷺ نے خود ان کی اصلاح فرمائی۔ان کا فہمِ دین، ذاتی رائے پر نہیں بلکہ نبوی تعلیمات پر مبنی ہوتا تھا۔لہٰذا ان کے اقوال وافعال کو "آثار" کہہ کر دین میں معتبر سمجھا جاتا ہے۔

2.آثارِ صحابہ قرآن وسنت کی تفہیم میں روشنی دیتے ہیں:

قرآن وحدیث بعض اوقات اجمالی (مختصر) انداز میں بات کرتے ہیں۔صحابہ کے اقوال اور افعال ان نصوص کی وضاحت کرتے ہیں۔ قرآن میں نماز کا مکمل طریقہ نہیں ہے، لیکن صحابہ کے آثار سے ہمیں تفصیلات ملتی ہیں کہ نبی ﷺ نماز کیسے پڑھتے تھے اور صحابہ نے کیا طریقہ اپنایا۔یعنی آثارِ صحابہ امت کے لیے عملی فہم و تعبیر کی حیثیت رکھتے ہیں۔

3.آثار صحابہ کی اصولِ فقہ میں اہمیت:

اصولیین نے " قولِ صحابی "کو مختلف درجات میں قبول کیا۔اکثر علمائے اصول جیسے امام مالک، امام احمد اور دیگر اہلِ سنت علماء نے قولِ صحابی کو دلیل شرعی کے طور پر قبول کیا ہے، خصوصاً جب وہ اجماع یا معروف عمل کے موافق ہو۔یہی قول یا عمل "اثرِ صحابی" کہلاتا ہے۔

نیز فقہ میں اطلاق آثارِ صحابہ سے استدلال کثرت سے کیا گیا، جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا" خمر "کی تعریف کرنا کہ **"الخمر ما خامر العقل"** شراب وہ ہے جو عقل کو ڈھانپ لے (یعنی عقل کو زائل کردے)۔اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول: **"لا مِهرَ أقلّ من عشرة دراهم"** مہر دس درہم سے کم نہیں ہو سکتا۔اس سے بعض فقہانے مہر کی کم سے کم حد اخذ کی۔اس کے علاوہ بھی جب کسی مسئلے میں قرآن و حدیث کی صریح دلیل نہ ہو، تو فقہاء، صحابہ کے اقوال سے ہی سب سے پہلے استدلال کرتے ہیں۔

4.آثارِ صحابہ اجماع اور سنت کا ذریعہ ہیں:

اگر تمام صحابہ کسی بات پر متفق ہوں تو وہ اجماع کہلاتا ہے، جو قطعی دلیل ہے۔بعض صحابہ کے متواتر عمل کو سنتِ صحابہ کہا جاتا ہے، جو حجت کے درجے میں آتا ہے۔

5۔ اجتہاد میں کردار

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجتہاد بعد از وفاتِ رسول ﷺ فقہی اصولوں اور عملی معاملات کے لیے نمونہ تھا۔ امام مالک نے اہل مدینہ کے عمل (جو اکثر آثارِ صحابہ تھے) کو دلیل بنایا۔اسی طرح جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قحط کے زمانے میں ہاتھ کاٹنے کی سزا معطل کی، تو یہ اجتہادی اصول فقہاکے لیے بنیاد بنا۔نیز اصولیین نے اصولِ ترجیح کے ساتھ ان کا مقام واضح کیا ہے۔

6.حدیث کی تشریح اور فہم:

آثارِ صحابہ نبی ﷺ کی احادیث کی درست تعبیر میں مدد دیتے ہیں۔ وہ بتاتے ہیں کہ صحابہ نے کسی حدیث کو کیسے سمجھا اور اس پر عمل کیا۔

7۔امت کے لیے عملی نمونہ:

صحابہ کے آثار ہمارے لیے عملی راہنما ہیں۔ صحابہ کے فیصلے اور فتاویٰ اس بات کا ثبوت ہیں کہ دین صرف علم نہیں بلکہ عمل کا نام بھی ہے۔

8۔تفسیری علوم میں مقام واہمیت:

جمہور علماء نے اقوال صحابہ کو حجت قرار دیا ہے،ابن کثیر، طبری، اور قرطبیؒ جیسے مفسرین نے آثارِ صحابہ کو تفسیرِ قرآن کے بنیادی مصادر میں شمار کیا۔

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں۔

وَأَمَّا أَقْوَالُ الصَّحَابَةِ: فَإِنْ انْتَشَرَتْ وَلَمْ تُنْكَرْ فِي زَمَانِهِمْ فَهِيَ حُجَّةٌ عِنْدَ جَمَاهِيرِ الْعُلَمَاءِ وَإِنْ تَنَازَعُوا رُدَّ مَا تَنَازَعُوا فِيهِ إلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ. وَلَمْ يَكُنْ قَوْلُ بَعْضِهِمْ حُجَّةً مَعَ مُخَالَفَةِ بَعْضِهِمْ لَهُ بِاتِّفَاقِ الْعُلَمَاءِ وَإِنْ قَالَ بَعْضُهُمْ قَوْلًا وَلَمْ يَقُلْ بَعْضُهُمْ بِخِلَافِهِ وَلَمْ يَنْتَشِرْ: فَهَذَا فِيهِ نِزَاعٌ وَجُمْهُورُ الْعُلَمَاءِ يَحْتَجُّونَ بِهِ كَأَبِي حَنِيفَةَ. وَمَالِكٍ: وَأَحْمَد فِي الْمَشْهُورِ عَنْهُ: وَالشَّافِعِيِّ فِي أَحَدِ قَوْلَيْهِ وَفِي كُتُبِهِ الْجَدِيدَةِ الِاحْتِجَاجُ بِمِثْلِ ذَلِكَ فِي غَيْرِ مَوْضِعٍ

(ابن تیمیة،1995، ج:20،ص:14)

رہے صحابہ کے اقوال؛ تو اگر وہ اقوال مشہور ہو جائیں اور ان کے زمانے میں انکار نہ کیا جائے، تو وہ جمہور علماء کے نزدیک حجت ہیں۔اور اگر وہ آپس میں اختلاف کریں تو جس چیز میں اختلاف ہوا ہے اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹایا جائے گا۔اور یہ بات متفق علیہ ہے کہ بعض صحابہ کا قول اُس وقت حجت نہیں ہوتا جب دوسرے صحابہ اس کی مخالفت کریں۔ لیکن اگر بعض صحابہ نے کوئی قول کہا اور دوسرے صحابہ نے اس کے خلاف کچھ نہ کہا اور وہ قول مشہور بھی نہ ہوا، تو اس میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔جمہور علماء ایسے قول کو حجت مانتے ہیں، جیسا کہ امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام احمد کے مشہور قول کے مطابق، اور امام شافعی کے ایک قول کے مطابق۔امام شافعی کی نئی (جدید) کتب میں بھی متعدد مقامات پر ایسے اقوال کو حجت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

امام ابن تیمیہ ایک جگہ تفسیر القرآن میں تابعین کے اقوال کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

وَقَالَ شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ وَغَيْرُهُ أَقْوَالُ التَّابِعِينَ فِي الْفُرُوعِ لَيْسَتْ حُجَّةً فَكَيْفَ تَكُونُ حُجَّةً فِي التَّفْسِيرِ؟ يَعْنِي أَنَّهَا لَا تَكُونُ حُجَّةً عَلَى غَيْرِهِمْ مِمَّنْ خَالَفَهُمْ وَهَذَا صَحِيحٌ أَمَّا إذَا أَجْمَعُوا عَلَى الشَّيْءِ فَلَا يُرْتَابُ فِي كَوْنِهِ حُجَّةً فَإِنْ اخْتَلَفُوا فَلَا يَكُونُ قَوْلُ بَعْضِهِمْ حُجَّةً عَلَى بَعْضٍ وَلَا عَلَى مَنْ بَعْدَهُمْ وَيُرْجَعُ فِي ذَلِكَ إلَى لُغَةِ الْقُرْآنِ أَوْ السُّنَّةِ أَوْ عُمُومِ لُغَةِ الْعَرَبِ أَوْ أَقْوَالِ الصَّحَابَةِ فِي ذَلِكَ (ابن تیمیہ،1995ء، ج:13 ، ص: 370)

"شعبہ بن حجاج اور دیگر (محدثین) نے کہا ہے کہ تابعین کے اقوال فروعی مسائل میں حجت نہیں ہوتے، تو بھلا وہ تفسیر میں کیسے حجت ہو سکتے ہیں؟ یعنی اس سے مراد یہ ہے کہ ان کے اقوال اُن لوگوں پر حجت نہیں ہیں جو ان کی مخالفت کریں۔ اور یہ بات درست ہے۔ البتہ اگر وہ کسی چیز پر اجماع کر لیں تو اس کے حجت ہونے میں کوئی شک نہیں۔ لیکن اگر وہ اختلاف کریں تو ان میں سے کسی ایک کا قول دوسرے پر حجت نہیں ہوگا اور نہ ہی بعد میں آنے والوں پر۔ ایسے حالات میں رجوع کیا جائے گا: قرآن کی زبان کی طرف، یا سنت کی طرف، یا عرب کی عمومی زبان کی طرف، یا پھر اس بارے میں صحابہ کرام کے اقوال کی طرف۔"

یعنی صحابہ کرام کے اقوال قرآن کی تفسیر میں عام علماء کے نزدیک حجت (دلیل) ہیں۔

بے شک صحابہ کرام کا تفسیر (قرآن کی تشریح) کرنا سب سے زیادہ قابل اتباع (پیروی کے لائق) ہے۔ کیوں کہ صحابہ کے بارے یہ گمان نہیں کیا جا سکتا کہ وہ قرآن کے متعلق کوئی خود ساختہ بات کہہ دیں جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے متعلق آتا ہے کہ وہ فرماتے تھے۔

أَيُّ أَرْضٍ تُقِلُّنِي وَأَيُّ سَمَاءٍ تُظِلُّنِي إذَا قُلْت فِي كِتَابِ اللَّهِ مَا لَمْ أَعْلَمْ(ابن تیمیہ،1995ء، ج:13 ، ص: 371)

’مجھے کون سی زمین اٹھا سکے گی اور کون سا آسمان مجھے سایہ دے سکے گا، اگر میں اللہ کی کتاب کے بارے میں ایسی بات کہوں جس کا مجھے علم نہیں

9.ائمہ سلف کی گواہی:

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لن يصلح آخر هذه الأمة إلا بما صلح به أولها (ابن تیمیۃ،1995، ج:4،ص:102؛ شاطبی، 1997ء، ج:1،ص:54)

امت کے آخری حصے کی اصلاح اسی چیز سے ہو سکتی ہے جس سے پہلے لوگوں کی ہوئی تھی

10.بدعات سے بچاؤ کا ذریعہ:

آثار صحابہ پر عمل بدعات و گمراہی سے بچاتا ہے، کیونکہ وہ دین کے اصل ماخذوں کے مطابق ہوتے ہیں۔ ان کے عمل میں حدود، توازن اور فطرت کی جھلک ہوتی ہے۔

خالص دین کو آگے پہنچانے کا کام صحابہ کرام کے دور سے چلا آ رہا ہے۔ **خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي** کے مصداق سے لے کر **لا تزال طائفة من أمتى ظاهرين على الحق،** اسی طرح دوسری حدیث **لا يضرهم من خذلهم ، حتى يأتي أمر الله وهم كذلك** قیامت کی صبح تک ان شاءاللہ یہ کام ہوتا رہے گا۔

منہج صحابہ کے بغیر گمراہی ہے:

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اگر کوئی شخص یہ دعوی کرے کہ وہ صحابہ کی اقتداءاوران کے منہج کی پیروی کیے بغیر ہی کتاب وسنت کو سمجھ سکتا ہے،تو وہ بدعتی اور گمراہ ہے۔صحابہ کرام نبی کریم ﷺ سے براہ راست علم حاصل کرنے والے اور اسلام کے پہلے ناقل وراوی ہیں۔اس لیے ہم صحابہ کے فہم اور اقتداء کے انداز کو چھوڑ کر گمراہی اور بدعت سے نہیں بچ سکتے۔اس لیے شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

مَنْ ظَنَّ أَنَّهُ يَأْخُذُ مِنَ الْكِتَابِ وَ السُّنَّةِ بِدُونِ أَنْ يَقْتَدِيَ بِالصَّحَابَةِ وَ يَتْبَعَ غَيْرَ سَبِيلِهِمْ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْبِدَعِ (عبداللہ حنبلی،1440ھ،ص:556)

جو شخص یہ دعوی کرے کہ وہ صحابہ کی اقتداءاوران کے منہج کی پیروی کیے بغیر ہی کتاب وسنت کو سمجھ جائے گا تو وہ بدعتی اور گمراہ ہے۔

امام آجری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیر کاارادہ رکھتا ہے؟وہ قرآن کریم،سنت نبوی اور منہج صحابہ کرام کو مضبوطی سے پکڑے رہتا ہے۔"(آجری،1999ء، ج:1 ،ص:300)اگر ایمان،عقیدہ اور عمل صحابہ کرام کی طرح ہوگا تو اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل قبول اور معتبر ہے۔اس بات کو یوں سمجھیں کہ اگر ہم نے قرآن مجید یا حدیث نبوی یا ایمانیات کو ویسے نہ سمجھا جیسے صحابہ کرام نے سمجھ کر اس کو اپنایا اور اس کی نشر واشاعت کی،تو گویا ہم نے منہج صحابہ سے منہ موڑ لیا،اپنی عقل اور اپنی خواہش کے مطابق دین کی تعبیر کی اور سیدھے راستے سے بھٹک گئے۔اس لیے کہ منہج صحابہ بہت بڑی کسوٹی ہے،جس پر عقیدہ عمل،اخلاقیات اور دین ودنیا کے تمام معاملات کو پرکھا جاسکتا ہے،اس بات کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا (البقرۃ، 137 :2)

پھر اگر وہ اس جیسی چیز پر ایمان لائیں جس پر تم ایمان لائے ہو تو یقیناوہ ہدایت پا گئے۔

منہج صحابہ کو چھوڑنے اور اس سے منہ موڑنے کا مطلب ہے کہ دین کو عقل کی بنیاد پر،اکثریت کی بنیاد پر یا سائنسی نظریات اور فلسفیانہ اقوال کی روشنی میں سمجھنا،یہی وہ بنیادی غلطی ہے کہ جس کی وجہ سے آج امت مسلمہ گروہوں،فرقوں اور دھڑے بندیوں میں تقسیم در تقسیم ہوئی پڑی ہے۔اسی لیے علامہ اقبال جو اللہ نے کہا تھا۔یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو اور اسی لیے منہج صحابہ اور اجماع امت سے انحراف پر اللہ تعالیٰ نے جہنم کی وعید سنائی ہے۔ظاہر سی بات ہے کہ جو شخص سلف صالحین اور صحابہ کرام کے طریقے سے نکل گیا وہ گمراہی کا شکار ہو گیا،سیدھے راستے سے ہٹ جانا ہی جہنم کا راستہ ہے۔

اس بات کو قرآن مجید نے اس طرح بیان فرمایا ہے:

فَلَمَّا زَاغُوا أَزَاغَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ (الصف، 5: 61)

پھر جب وہ ٹیڑھے ہو گئے تو اللہ نے ان کے دل ٹیڑھے کر دیے۔

مزید اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَنَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ (الأنعام، 110: 6)

اور ہم انھیں ان کی سرکشی میں حیران چھوڑ دیں گے۔

سلف سے مراد صحابہ،تابعین اور تبع تابعین ہیں،یہی سلف صالحین ہیں۔ان کے بعد آنے والے جو بھی ان کے منہج کو اختیار کریں،وہی سلف صالحین کے طریقے اور منہج کو اختیار کرنے والے ہیں۔خواہ یہ چودھویں صدی کا آدمی ہو۔جیسا کہ نبی کریم سے علم کی حدیث ہے

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

کہ آپ نے فرمایا:إِنَّ أُمَّتِي سَتَفْتَرِقُ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً، كُلُّهَا فِي النَّارِ، إِلَّا وَاحِدَةً وَهِيَ الْجَمَاعَةُ (ابن ماجه، 1373ھ، رقم:3992) میری امت کے تہتر فرقے ہوں گے، ایک کے علاوہ باقی سب جہنم میں جائیں گے اور وہی جماعت ہیں ۔ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں:مَنْ كَانَ عَلَى مِثْلِ مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي (ابن ماجه، 1373ھ، رقم:2641) جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقے پر ہیں۔علامہ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

السلفية: هي اتباع منهج النبي ﷺ وأصحابه؛ لأنهم هم الذين سلفونا وتقدموا علينا ، فاتباعهم هو السلفية (ابن عثيمين، 2005، ص:15)

سلفیت: یہ حقیقت میں منہج نبوی و منہج صحابہ کی اتباع کا نام ہے؛ کیونکہ وہی ہمارے سلف ہیں، اور ہم سے آگے ہیں، پس ان کی اتباع کرنا ہی سلفیت کہلاتا ہے۔

خلاصہ:

آثارِ صحابہ دین کی تفہیم، تطبیق، اور عمل میں ایک معتبر، مضبوط، اور لازمی ذریعہ ہیں۔ یہ ہمیں نبی ﷺ کے دین کی صحیح شکل کو سمجھنے اور اپنانے میں مدد دیتے ہیں، ان کی حیثیت نہ صرف تفسیری بلکہ اجتہادی اور عملی استدلال میں بھی مسلم ہے۔ اسی لیے جو دین صحابہ کے خلاف ہو، وہ دراصل نبی ﷺ کے دین کے خلاف ہے۔ کیوں کہ صحابہ کی اقتداء کے بغیر کتاب وسنت کو سمجھنے کا دعوی بدعت اور گمراہی کا راستہ ہیں، اگر کوئی شخص یہ دعوی کرے کہ وہ صحابہ کی اقتداء اور ان کے منہج کی پیروی کئے بغیر ہی کتاب وسنت کو سمجھ سکتا ہے، تو وہ دراصل بدعتی اور گمراہ ہے۔ صحابہ کرام نبی کریم ﷺ کے شاگرد، تربیت یافتہ اور سب سے زیادہ علم رکھنے والے تھے۔ ان کی پیروی کے بغیر قرآن وسنت کی صحیح فہم و بصیرت ممکن نہیں ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم صحابہ کی تعلیمات اور طریقوں کی پیروی کریں تاکہ ہم گمراہی اور بدعت سے بچ سکیں۔ جیسے امام مالک رحمہ اللہ کا معروف قول ہے:لَنْ يَصْلُحَ آخِرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ إِلَّا بِمَا صَلُحَ بِهِ أَوَّلُهَا (ابن تيمية، 1995، ج:4، ص:102؛ ابن عبد البر، س ن، ج:7، ص:96؛ شاطبی، 1997ء، ج:1، ص:54) اس امت کے آخری بندے کی اصلاح بھی اُسی طریقے سے ہو سکتی ہے جس سے پہلوؤں کی اصلاح ہوئی ہے۔

آثارِ صحابہ کی حجیت و دلالت

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ عظیم ہستیاں ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے براہِ راست علم حاصل کیا، دین پر عمل کیا اور اس کی تبلیغ کی۔ ان کے اقوال و افعال ـــــ جنہیں "آثارِ صحابہ" کہا جاتا ہے ـــــ اسلامی قانون، فقہ، تفسیر، اور حدیث کی بنیادوں میں اہم مقام رکھتے ہیں۔ یہ آثار شریعت میں حجت ہیں یا نہیں؟ اور ان کی دلالت و حیثیت کیا ہے؟ درج ذیل میں مختصراً اس پر روشنی ڈالتے ہیں۔

حجیت آثار صحابہ کا قرآن سے استدلال:

"فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا" (البقرة،2: 137)

اگر وہ ویسا ہی ایمان لائیں جیسا تم (صحابہ) لائے ہو تو وہ ہدایت یافتہ ہوں گے۔

دوسری جگہ اللہ تعالی فرماتے ہیں

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا (النساء،115: 4)

جو شخص باوجود راہ ہدایت کے واضح ہو جانے کے بھی رسول اللہ صلی قیام کی مخالفت کرے اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے، ہم اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہو اور دوزخ میں ڈال دیں گے، وہ پہنچنے کی بہت ہی بری جگہ ہے۔

"سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ" میں مومنین کا اولین مصداق صحابہ کرام ہیں۔ انھوں نے زندگی کا جو طریقہ اختیار کیا وہ سرتاسر ہدایت ہے، اس کی اتباع ہی اللہ اور رسول اللہ کی اتباع ہے۔ اس سے ہٹ کر کوئی راہ نکالنا گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے کا سبب ہے۔

امام شافعی سے اجماع کے حجت ہونے کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے تین دن تک خود کو گھر میں محصور رکھا اور ہر دن تین مرتبہ قرآن مجید کو غور و فکر سے پڑھا، پھر انھوں نے اس آیت کریمہ سے اجماع کی حجیت کو دلیل بنایا، اس آیت میں لفظ "سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ" سے اجماع کے حجت ہونے کی دلیل ہے۔ جس کا معنی ہے کہ سبیل المومنین کی اتباع لازم اور اس کے علاوہ گمراہی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رسول کی مخالفت کرنے والے پر جو وعید سنائی ہے، اس کے ساتھ ہی سبیل المومنین سے انحراف کرنے والوں کے لیے بھی یہی وعید بیان فرمائی ہے۔(ابن عاشور، 1984ء، ج:5، ص:201؛ شافعي، س ن، ج:1، ص:39-40)

حافظ عبدالسلام بن محمد بھٹوی ہو اللہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اس آیت میں ان لوگوں کے لیے سخت وعید ہے جو حدیث وسنت اور صحابہ کرام کے مسلک سے منہ موڑ کر دوسروں کی پیروی کرتے ہیں اور آئے دن نئی بدعات ایجاد کرتے رہتے ہیں۔ یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ تقلید کی ایجاد بھی بعد کی صدیوں میں ہوئی، سلف صالحین کے دور میں اس کا قطعاً کوئی ثبوت نہیں ہے اور نہ کتاب وسنت کی دلیل سے اس کی کوئی گنجائش نکلتی ہے۔

مولانا عبد الرحمن کیلانی ہو اللہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

جو شخص بھی رسول اللہ علیم اور صحابہ کرام بھی ایم کے طریقے کو چھوڑ کر کوئی دوسرا طریقہ اختیار کرے گا وہ گمراہ ہو جائے گا اور جس قدر زیادہ مخالفت کرے گا اسی قدر گمراہی میں بڑھتا چلا جائے گا۔ بالآخر اس کی یہ قولی اور عملی مخالفت اسے جہنم میں پہنچا کے چھوڑے گی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں:

سَيَأْتِي نَاسٌ يُجَادِلُونَكُمْ بِشُبُهَاتِ الْقُرْآنِ، فَخُذُوهُمْ بِالسُّنَنِ، فَإِنَّ أَصْحَابَ السُّنَنِ أَعْلَمُ بِكِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ (دارمي، 2000ء، المقدمة، باب التورع عن الجواب---- سنة، رقم: 121)

ایسے لوگ آئیں گے جو تم سے قرآن کے شبہات کے ذریعے جھگڑیں گے، تو تم ان کو سنت کے ذریعے پکڑو، بے شک سنت کے ماننے والے (اصحاب سنن کہ اولین مصداق حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم ہیں) اللہ عزوجل کی کتاب کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔

اسی طرح حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے خوارج سے گفتگو کرتے ہوئے اسوقت فرمایا تھا، جب انہوں نے قران کی آیات کو بنیاد بنا کر مسلمانوں کا خون بہانا اور ان کی اولاد کو قیدی بنانا حلال کر لیا تھا۔

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

"أتيتكم من عند أصحاب رسول الله ﷺ، وليس فيكم منهم أحد، وهم أعلم بتأويله، وأعرف بسنة نبيه ﷺ، فأبلغكم ما يقولون (بيهقي،2003ء،ج:8،ص:309، رقم:16740؛ ابن أبي شيبة،كتاب الإيمان،رقم:37793؛ ابن كثير،ج:7، ص:280)

میں تمہارے پاس رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی طرف سے آیا ہوں، حالانکہ تم میں ان میں سے کوئی موجود نہیں، اور وہ قرآن کی تفسیر (مراد) کو تم سے بہتر جانتے ہیں، اور نبی ﷺ کی سنت کو خوب پہچانتے ہیں۔ میں تمہیں ان کا قول پہنچاتا ہوں۔

دوسری جگہ الفاظ ہیں: وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے، ان پر وحی نازل ہوئی، اور وہ قرآن کے تاویل بہتر جانتے ہیں۔

حدیث سے استدلال:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إنّ بني إسرائيلَ افترقوا علي ثنتين وسبعين ملّةً، وتفترقُ أمّتي على ثلاثٍ وسبعين ملّةً، كلّهم في النارِ إلّا ملّةً واحدةً، قالوا: ومن هي يا رسولَ اللهِ؟ قال: ما أنا عليه وأصحابي

(ترمذی،1998ء، کتاب الایمان، رقم:2641)

بنی اسرائیل 72 فرقوں میں بٹ گئے اور میری امت 73 فرقوں میں بٹ جائے گی۔ سب کے سب جہنم میں جائیں گے، سوائے ایک فرقے کے۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ کون سا فرقہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو میرے طریقے اور میرے صحابہ کے طریقے پر ہوگا۔

دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

فإنه من يَعِشْ منكم فسيرى اختلافًا كثيرًا، فعليكم بسُنَّتي، وسُنَّةِ الخلفاءِ الراشدينَ المَهديِّينَ، تَمَسَّكُوا بها، وعضُّوا عليها بالنَّواجِذِ، وإيَّاكم ومُحدثاتِ الأمورِ، فإنَّ كلَّ بدعةٍ ضلالةٌ(سنن أبي داود، كِتَابُ السُّنَّةِ، باب في لزوم السُّنَّة، رقم: 4607)

تم میں سے جو زندہ رہے گا، وہ بہت سے اختلافات دیکھے گا، پس میری سنت کو لازم پکڑنا، اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو بھی، اسے مضبوطی سے تھامنا، اور دانتوں سے پکڑے رکھنا۔ اور بدعات سے بچو، کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔

آثارِ صحابہ کی حجیت پر آئمہ کے اقوال

امام مالکؒ فرماتے ہیں: **"لن يصلح آخر هذه الأمة إلا بما صلح به أولها."** (شاطبي،1429ء،ج:1،ص:54) اس امت کا آخری حصہ اسی طریقے سے درست ہوگا، جس طریقے سے اس کا پہلا حصہ درست ہوا تھا۔

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں:

أُصُولُ السُّنَّةِ عِنْدَنَا : التَّمَسُّكُ بِمَا كَانَ عَلَيْهِ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَالاقْتِدَاءُ بِهِمْ وَتَرْكُ الْبِدَعِ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ (ابن تیمیه،1995ء،ج:4،ص:102) ہمارے نزدیک اہل

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

سنت کا اصول ہے کہ اس چیز پر تمسک کیا جائے جس پر صحابہ کرام رضی اللہ تھے ۔

خلاصہ:

آثارِ صحابہ، خاص طور پر اجماعی اقوال، شریعت میں حجتِ قطعی ہیں۔

انفرادی اقوال بھی ظنی حجت کے طور پر معتبر ہیں، جب تک کوئی مخالف نہ ہو۔

فقہ، اصولِ فقہ، تفسیر، اور فتویٰ میں صحابہ کے آثار کو دلیل کے طور پر قبول کیا جاتا ہے۔

آثارِ صحابہ کو چھوڑ کر نئی رائے یا تاویلات اختیار کرنا سلف کے منہج کے خلاف ہے۔

آثار صحابہ کے مآخذ

آثارِ صحابہ (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال، افعال، فتاویٰ، اور اجتہادات) کا ذخیرہ اسلامی علمی روایت کا ایک اہم حصہ ہے، جو خاص طور پر فقہ، تفسیر، اور حدیث میں رہنمائی کا ذریعہ بنتا ہے۔ ان آثار کو محفوظ رکھنے کے لیے مختلف ماخذ (Sources) موجود ہیں جنہیں محدثین، فقہاء، اور مفسرین نے جمع کیا ہے۔

آثارِ صحابہ کے اہم ماخذ درج ذیل ہیں:

کتب حدیث

یہ بنیادی ماخذ ہیں جہاں صحابہ کے اقوال وافعال نبی ﷺ کے اقوال کے ساتھ محفوظ کیے گئے ہیں:

صحیح البخاري، صحیح مسلم، سنن ابی داود، سنن الترمذی، سنن النسائی، سنن ابن ماجہ، سنن سعید اور مسند احمد وغیرہ

یہ کتب زیادہ تر مرفوع احادیث پر مشتمل ہیں، لیکن صحابہ کے بہت سے آثار بھی ان میں موجود ہوتے ہیں، خاص طور پر فقہی مسائل میں۔

کتب الآثار (جو خاص طور پر آثار کو جمع کرتی ہیں)

مصنف عبدالرزاق الصنعانی (متوفی 211ھ)

ایک قدیم ترین کتاب جو صحابہ وتابعین کے آثار کو جمع کرتی ہے۔

مصنف ابن أبي شيبة (متوفی 235ھ)

اس میں ہزاروں آثارِ صحابہ اور اقوالِ تابعین موجود ہیں، خاص طور پر فقہی ابواب کے تحت۔

السنن الکبریٰ للبیہقي

امام بیہقی نے حدیث کے ساتھ ساتھ صحابہ کے آثار اور اجماعی اقوال بھی ذکر کیے ہیں۔

کتاب الآثار از امام محمد بن حسن الشیبانی (م 189ھ)

الامالی فی آثار الصحابہ از امام عبدالرزاق صنعانی (م 211ھ)

تہذیب الآثار" از ابن جریر طبری (م 310ھ)

شرح معانی الآثار از ابو جعفر طحاوی (م 321ھ)

شرح مشکل الآثار از ابو جعفر طحاوی (م 321ھ)

کتبِ تفسیر (صحابہ کے تفسیری اقوال کے لیے)

جامع البیان فی تاویل القرآن از ابن جریر طبری (م 310ھ)

صحابہ کرام کی تفسیرِ قرآن پر مشتمل ایک زبردست ذخیرہ۔

تفسیر القرآن العظیم از ابن ابی حاتم رازی (م 327ھ)

اس میں ابن عباس، ابن مسعود، اور دیگر صحابہ کے تفسیری آثار بھرپور انداز میں موجود ہیں۔

تفسیر عبدالرزاق از امام عبدالرزاق صنعانی (م 211ھ)

تفسیر الدر المنثور از جلال الدین السیوطی (م 911ھ)

کتبِ فقہ و اصول فقہ

الموطأ للإمام مالک

امام مالک نے آثارِ صحابہ کو فقہی استدلال کے طور پر جمع کیا۔

الأم للإمام الشافعي

امام شافعی نے کئی مسائل میں صحابہ کے فتاویٰ نقل کیے۔

المدونۃ الکبری (مالکی فقہ کی کلاسیکی کتاب)

۔**کتبِ طبقات و سیر** (سوانحی انداز میں آثار)

طبقات ابن سعد

الاستیعاب لابن عبدالبر

سیر أعلام النبلاء للذهبي

ان کتب میں صحابہ کے اقوال و اجتہادات ان کی سوانح کے ساتھ محفوظ ہیں۔

خلاصہ بحث

اِس تحقیقی مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ لفظ "اثر" لغت میں باقیات اور نشانات جبکہ اصطلاح میں صحابہ و تابعین سے مروی اقوال، افعال اور احکام کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ آثارِ صحابہ دین کی اولین فہم و تعبیر کا معتبر ذخیرہ ہیں، جنہیں جمہور ائمہ نے قرآن و سنت کے بعد

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

شرعی دلائل میں اہم مقام دیا ہے۔ خصوصاً جب قولِ صحابی پر کوئی اختلاف نہ ہو یا وہ تعاملِ صحابہ سے ثابت ہو، تو وہ فقہی و تفسیری استدلال میں مضبوط حجت بنتا ہے۔ اس مقالے میں ان آثار کی شرعی حجیت، ان کی عملی و نظری اہمیت اور ان کے بنیادی مصادر جیسے مصنف عبدالرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ، تفسیر طبری اور آثارِ صحابہ کی دیگر کتب کا تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ نتیجتاً یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ منہجِ صحابہ قرآن و سنت کے صحیح فہم اور دینی انحرافات سے محفوظ رہنے کا سب سے مؤثر ذریعہ ہے۔

کتابیات

* ابن أبي شيبة، عبد الله بن محمد. 1409ھ .المصنف .تحقيق: كمال يوسف الحوت. الرياض: مكتبة الرشد.
* ابن تيمية، أحمد بن عبد الحليم. 1995ء .مجموع الفتاوى .تحقيق: عبد الرحمن بن قاسم. المدينة المنورة: مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف.
* ابن تيمية، أحمد بن عبد الحليم. 1426ھ .منهاج السنة النبوية .تحقيق: محمد رشاد سالم. الرياض: جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية.
* ابن الصلاح، عثمان بن عبد الرحمن. 1986ء .علوم الحديث (معروف بمقدمة ابن الصلاح). تحقيق: نور الدين عتر. دمشق: دار الفكر.
* ابن حنبل، أحمد بن محمد. 1421ھ .مسند الإمام أحمد .تحقيق: شعيب الأرنؤوط وآخرون. بيروت: مؤسسة الرسالة.
* ابن عبد البر، يوسف بن عبد الله. بلا تاريخ. جامع بيان العلم وفضله .تحقيق: أبو الأشبال الزهيري. الدمام: دار ابن الجوزي.
* ابن عاشور، محمد الطاهر. 1984ء .التحرير والتنوير .تونس: الدار التونسية للنشر.
* ابن عثيمين، محمد بن صالح. 2005ء .شرح العقيدة الواسطية .الرياض: دار الثريا.
* ابن كثير، إسماعيل بن عمر. 1419ھ .تفسير القرآن العظيم .تحقيق: سامي بن محمد السلامة. الرياض: دار طيبة.
* ابن ماجه، محمد بن يزيد. 1373ھ .سنن ابن ماجه .تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي. القاهرة: دار إحياء الكتب العربية.
* البخاري، محمد بن إسماعيل. 1422ھ .الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه (صحيح البخاري). تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر. بيروت: دار طوق النجاة.
* البيهقي، أحمد بن الحسين. 1424ھ .السنن الكبرى .تحقيق: محمد عبد القادر عطا. بيروت: دار الكتب العلمية.
* الترمذي، محمد بن عيسى. 1998ء .جامع الترمذي .تحقيق: أحمد شاكر وآخرون. بيروت: دار إحياء التراث العربي.
* الدارمي، عثمان بن سعيد. 2000ء .سنن الدارمي .تحقيق: حسين سليم أسد. بيروت: دار الكتاب العربي.
* الراغب الأصفهاني، الحسين بن محمد. 2002ء .مفردات ألفاظ القرآن .تحقيق: صفوان عدنان الداودي. دمشق-بيروت: دار القلم-الدار الشامية.
* الزبيدي، محمد مرتضى الحسيني. بلا تاريخ .تاج العروس من جواهر القاموس .تحقيق: مجموعة من المحققين. بيروت: دار الفكر.
* السيوطي، جلال الدين. 1404ھ .الدر المنثور في التفسير بالمأثور .بيروت: دار الفكر.
* الطبري، محمد بن جرير. 1420ھ .جامع البيان في تأويل القرآن .تحقيق: أحمد محمد شاكر. بيروت: مؤسسة الرسالة.
* الطحاوي، أحمد بن محمد. 1418ھ .شرح معاني الآثار .تحقيق: محمد زهري النجار. بيروت: عالم الكتب.
* الفيروزآبادي، مجد الدين محمد بن يعقوب. 2005ء .القاموس المحيط .بيروت: دار الكتب العلمية.
* الشافعي، محمد بن إدريس. بلا تاريخ .الأم .بيروت: دار المعرفة.
* الشاطبي، إبراهيم بن موسى. 1997ء .الموافقات .تحقيق: عبد الله دراز. بيروت: دار الكتب العلمية.
* عبد الرزاق الصنعاني، عبد الرزاق بن همام. 1403ھ .المصنف .تحقيق: حبيب الرحمن الأعظمي. بيروت: المكتب الإسلامي.
* مالك بن أنس. 1406ھ .الموطأ .تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي. بيروت: دار إحياء التراث العربي.